وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرَاھِیْم(القرآن)

نعیم عباس

# فہرست مطالب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# ابتدائیہ

**اسلام** نے اپنے جاودانی منشور اور ابدی نظام حیات میں پر زور طریقہ سے نوع انسانیت کی تعظیم و تکریم کے خیال کو دنیا کے سامنے روشناس کروایا ہے اور اسی شدّ ومدّ کے ساتھ وحدت اسلامی کے نظریہ کو بھی پیش کیا ہے۔ تاکہ ہر مسلمان وحدت اسلامی کی چھاؤں میں اسلام کے قوانین کی پاسداری کرتے ہوئے اپنی اپنی منزل مقصود تک رسائی حاصل کر سکے کیونکہ وحدت احسان الٰہی ہے اور نعمتِ عظمیٰ ہے قرآن مجید میں ارشاد پروردگار ہوا



**ولاتکونواکالذین تفرقوا واختلفوامن بعدماجاءھم البینات**

**واولئک لھم عذاب عظیم**

**کہیں ! تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو تفرقہ کا شکار ہوگئے اور واضح**
**ہدایات کے ہوتے ہوئے بھی اختلافات میں پھنس کر رہ گئے۔ جنھوں نے یہ**
**رویہ اختیار کیا وہ بڑی سزا پائیں گئے۔(۱)**

اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی پیامِ وحدت سے امت کو آگاہ کیا۔ لیکن آپ صلی االلہ علیہ وآلہ وسلم اپنی چشم بصیرت سے اسلام کا لبادہ اوڑھے ہوئے منافقت کے شجر کو پروان چڑھتے دیکھ رہے تھے اور جان

---

[1] آل عمران ۱۰۵

چکے تھے کہ میرے بعد یہ لوگ اسلام کا شیرازہ بکھیرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑیں گئے۔اسی لیے اپنی حیات طیبہ میں ہی حقیقت کو عیاں کرتے ہوئے زبان وحی ترجمان سے ارشاد فرمایا

**تفرقت الیھود علی احدی و سبعین فرقة وتفترق امتی علی ثلاث وسبعین فرقة**[1]

**یہود اکہتر فرقوں میں بٹے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹے گی۔اور دیگر روایات میں آیا ہے کی ان میں سے صرف ایک جنتی ہو گا۔**

اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضور سرور کونین صلی االلہ علیہ وآلہ وسلم مشکل کی پیشنگوئی تو فرمائیں مگر اس کا حل بیان نہ کریں؟



تہتر فرقوں کی خبر کے ساتھ ان میں حق پے کون ہو گا اس کا معیار بتلا کے گئے تا کہ حجت تمام ہو جائے اور فرمایا

**انی ترکت فیکم ما ان اخذتم به لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی**[2]

**بتحقیق میں تم میں وہ چیزیں چھوڑے جارہا ہوں اگر تم نے ان کو لیا تو ہر گز گمراہ نہ ہو گے وہ اللہ کی کتاب اور میری عترت واہلبیت علیھم السلام ہیں۔**

---

[1] مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہل بیت الفصل الثانی ص ۵۶۹
[2] مستدرک علی الصیحین جلد ۳ ص ۱۴۳

قیامت تک کے لیے حق وصداقت کا معیار قرآن واہل بیتؑ سے تمسک ہے اور ضلالت وگمراہی کی پہچان ان سے دوری ہے۔

اب معیار تو آپ ﷺ نے بیان کر دیا پر ایک اور مشکل یہ ہے کے آج ہر فرقہ ثقلین سے تمسک کا دعوی کر رہا ہے۔ اس پر آشوب زمانہ میں اس کی تشخیص کیسے کی جائے تاکہ حق آشکار ہو جائے؟

اسلامی فرق میں دو بنیادی اور بڑے فرقے ہیں شیعہ اثنا عشریہ اور اہل سنت والجماعت۔

تشیع وہ اسلامی فرقہ ہے جس کو ہر دور میں بے بنیاد الزامات کا نشانہ بنایا گیا اور پوری طاقت سے اس کے خلاف لٹریچر نشر کیا جاتا رہا اور یہ سلسلہ تا حال جاری ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ان کی تاریخی حیثیت کو ان ہی کی کتب سے ثابت کیا جائے کہ ان میں سے قدیم فرقہ کونسا ہے اور کس کو قرآن و پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان سے تائید حاصل ہے۔

باب اول :

فصل اول: لفظ شیعہ کا لغوی و اصطلاحی مفہوم

فصل دوم: قرآن میں لفظ شیعہ



فصل سوم: حدیث میں لفظ شیعہ

فصل چہارم: تشیع کا آغاز

# بابِ اول

## فصل اول: لفظ شیعہ کا لغوی واصطلاحی مفہوم

ارباب علم جانتے ہیں کہ ہر لفظ اپنے معنی کی حقیقت کا عکاس ہوتا ہے لیکن بعض دفعہ اسکی کی وضاحت مطلوب ہوتی ہے تاکہ اس کے حقیقت کو مزید اجاگر کیا جائے۔خاص طور پر جب کوئی متعصب مزاج شخص اس کے معنی کو غلط رنگ میں پیش کر رہا ہو اور اس کی نسبت کسی ایسے معنی کی طرف دے رہا ہو جو اس کیساتھ قطعاً مناسبت نہیں رکھتا اور باوجودیکہ وہ لفظ حقیقت میں ایک عظیم معنی کو متضمن ہوتا ہے لیکن عرف میں اس کے غلط استعمال اور اسکی غلط معنی کی طرف نسبت کا شیوع اس قدر ہو جاتاہے کہ لوگوں کا ذہن اس کو سنتے ہی اسی غلط العام معنی کی طرف تبادر کرتا ہے اور اگر یہ سلسلہ جاری رہے تو غیر حقیقی معنی، حقیقی معنی کی جگہ لے لیتاہے۔



لفظ شیعہ کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا جبکہ لفظ شیعہ اگر بلا اضافت استعمال ہو تو بنفسہ اچھاہے اس میں حسن و قبح اضافت سے آتا ہے جیسے لفظ حِزب کا مضاف الیہ اگر لفظ اللہ ہو (حزب اللہ) تو مفہوم اچھااور اگر شیطان ہو (حزب الشیطان) تو مفہوم قبیح ہو گا۔اس لفظ حزب کا بذاتہ حسن و قبح میں کوئی کردار نہیں۔

آیئے اب ہم لفظ شیعہ کے لغوی و اصطلاحی مفہوم کو ملاحظہ کرتے ہیں۔

ابوالفتح عزیزی لکھتے ہیں

**شیعہ : پیچھے چلنے والا اور مددگار، گروہ، مجمع، ٹولی، ایک فرقہ جو خود کو اہلبیتؑ کا متبع قرار دیتاہے**(۱)

ابن منظور لکھتے ہیں

---

۱۔ مفتاح اللغات مرتبہ ابوالفتح عزیزی ص ۴۲۶

الشیعة: القوم الذین یجتمعون علی الامر و کل قوم اجتمعوا علی امر فھم شیعة۔۔۔ والشیعة اتباع الرجل وانصارہ وجمع شیع و اشیاع ۔۔۔ و یقع علی الواحد والاثنین والجمع والمذکر المونث بلفظ واحد ومعنی واحد وغلب ھذا الاسم علی من یتوالی علیا و اھل بیتہ رضوان اللہ علیھم اجمعین حتی صار لھم اسما خاصا[1]

شیعہ وہ قوم جو کسی امر پر مجتمع ہو جائیں اور ہر وہ قوم جو کسی بات پر اجتماع و اتفاق کر لیں پس وہ شیعہ ہیں ۔۔اور کسی مرد کی اتباع کرنے والے اور اس کی نصرت کرنے والے بھی شیعہ کہلاتے ہیں اس کی جمع شِیَع اور اشیاع آتی ہے اور یہ لفظ واحد، تثنیہ، جمع، مذکر، مونث پر ایک لفظ اور ایک ہی معنی میں (یکساں) بولا جاتا ہے



پھر ابن منظور اس کا اصطلاحی معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

یہ نام اسم بالغلبہ ہو گیا ان لوگوں کے لیے جو علی اور انکی اہلبیت رضوان اللہ علیہم اجمعین سے عقیدت رکھتے ہیں یہاں تک کے یہ نام ان کے لیے خاص ہو گیا۔

دائرۃالمعارف میں اس کا معنی یہ بیان کی گیا کہ

''شیعہ (مادہ شیع) شایع یشایع مشایعة ،متابعت، کسی کے پیچھے چلنا، شیعہ اسم بمعنی دوست، پیروکار، جماعت، گروہ، رفقا، کسی کے پیچھے چلنے

---

[1] ۔ لسان العرب جلد ۸ ص ۱۸۶

والے۔ دوستداران علی و اولاد علی علیہم السلام، اثنا عشری، امامت بالنص کے قائل کے لیے استعمال ہوتا ہے۔[۱]

مشہور مورخ عبدالرحمٰن ابن خلدون نے لکھا:-

اعلم انّ الشیعة لغة هم الصحب والاتباع ویطلق فی عرف الفقهاءوالمتکلمین من الخلف والسلف علی اتباع علی و بنیه رضی الله عنهم[۲]

یعنی لغت میں شیعہ کے معنی دوست اور پیروکار کے ہیں اور اصطلاح میں اس کا اطلاق سلف سے اب تک فقہاء اور متکلمین کے روزمرہ میں علیؑ اور اولاد علیؑ کے پیروکاروں پر ہوتا ہے۔



زمخشری رقمطراز ہیں:-

لفظ شیعہ بروزن فِعلَة اسم صفت ہے ہراس مرد کا یا عورت کا یا اس جماعت کا جو تابعداری کرے[۳]

عبدالکریم شہرستانی نے لکھا:-

الشیعة هم الذین شایعوا علیا رضی الله عنه علی الخصوص وقالوابامامته وخلافته نصّاووصیة امّا جلیا و امّا خفیا واعتقدوا انّ الامامة لاتخرج من اولاده[۱]

---

[۱] ۔ دائرۃ المعارف اسلامیہ جلد ۱۱ ص ۸۹۸

[۲] ۔ مقدمہ تاریخ ابن خلدون الباب الثالث والفصل الرابع ص ۲۴۶

[۳] ۔ الکشاف جلد ۲ ص ۴۱۹ مطبوعہ مصر

**یعنی شیعہ سے مراد خاص طور پر وہ لوگ ہیں جو علیؑ کے پیروکار ہوں اور اس بات کا عقیدہ رکھتے ہوں کہ ان کی خلافت وامامت بطور نص اور وصیت قائم ہوئی چاہے وہ جلی ہو یا خفی نیز یہ اعتقاد رکھیں کہ امامت ان کی اولاد سے خارج نہیں ہو سکتی۔**[1]

راغب اصفہانی مفردات القرآن میں شیعہ کے معنی یہ بیان کیئے کہ

**"وہ لوگ جن سے انسان قوت حاصل کرتا ہے اور وہ اس کے ارد گرد پھیلے رہتے ہیں"**[2]

امام اشعری نے شیعہ کی تعریف ان الفاظ میں کی:

**انمّا قیل لهم الشیعه لانهم شایعوا علیا ویقدمونه علی سائر اصحاب رسول اللهؐ**[3]



**ان کو شیعہ صرف اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ وہ علیؑ کی پیروی کرتے ہیں اور ان کو باقی اصحاب پیغمبر پر فضیلت دیتے ہیں۔**

مندرجہ بالا تعریفوں سے یہ نتیجہ نکلا کہ شیعہ کا لغوی معنی گروہ، پیروکار وغیرہ کے ہیں اور اصطلاح میں علیؑ اور ان کی اولاد سے محبت و عقیدت رکھنے والے اور علیؑ بن ابی طالبؑ کی خلافت بلا فصل عقیدہ رکھنے والے، ان کی پیروی کرنے والے کو کہتے ہیں۔ایک بات جس کی طرف اس فصل کے شروع میں اشارہ کیا ہے کے کچھ متعصب لوگوں نے شیعہ کا معنی عرف میں غلط مشہور کیا اور اپنی کتابوں میں علمی خیانت کے مرتکب ہوئے جیسا کہ سید احمد دہلوی نے یوں لکھا ہے

---

[1] ۔الملل والنحل لشہرستانی الباب الاول والفصل السادس ص۱۴۶

[2] ۔مفردات اللقرآن جلد۱ص ۵۹۲

[3] ۔مقالات السلامیین جلد۱ص ۶۵

**وہ گروہ یا انمیں سے کوئی شخص جو علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ اور انکی اولاد کا دوست دار ، متبع، ساتھی مگر صحابہ کے خلاف ہو ، ایرانی امامیہ مذہب کے لوگ، اثنا عشریہ، سنی نہ، شیعہ جی میں آیا سو کیا[1]**

اس عبارت سے کس قدر تعصب پھوٹ رہاہےاور علمی خیانت نظر آ رہی ہے پہلی بات یہ کہ شیعہ باقی صحابہ کرام کے خلاف ہیں حالانکہ یہ بات سراسر غلط بیانی ہے بلکہ شیعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باوفا اصحاب کی عزت وعظمت کے قائل ہیں اور انکی تعظیم کرتے ہیں اور دوسری بات اس تعریف میں بے بنیاد کہاوت کو بیان کرنے کی کیا ضرورت کہ ( سنی نہ، شیعہ جی میں آیا سو کیا) جس سے مقصود یہ باور کرانا ہے کہ شیعہ کا قرآن وحدیث سے کوئی تعلق نہیں بلکہ اپنی من مانی کرنے والے کو شیعہ کہتے ہیں جبکہ یہ بات بھی واضح البطلان ہے ۔

ان تعریفوں میں سب سے بہتر تعریف شہرستانی کی ہے جس کی تائید شیعہ سنی علماء نے کی ہے ۔ سنی عالم احمد حارس سحیمی نے اس کے بارے میں لکھا



**امّا تعریف الشهرستانی فیعتبر من اکثر التعاریف شمولا لعقائد الشیعة[2]**

**بہر حال شہرستانی کی تعریف شیعہ عقاید کی شمولیت کے اعتبار سے اکثر تعریفوں کی نسبت معتبر ہے۔**

اور شیعہ عالم ڈاکٹر عبداللہ فیاض نے شہرستانی کی تعریف کی تائید میں کہا

---

[1] ۔فرہنگ آصفیہ جلد ۳ ص ۲۰۴

[2] ۔توثیق السنة بین الشیعة الامامیہ واہل السنة ص ۴۴

**لعلّ تعریف الشهرستانی اکثر تدقیقا من تعریف الاشعری لانه یوکد علی النص بنوعیه الجلی والخفی و امر ضروری لتمییز الشیعة، خاصة الامامیه من غیرهم من المسلمین**[1]

شاید شہرستانی کی تعریف اشعری کی تعریف سے زیادہ دقیق ہے کیونکہ وہ نص پر اس کی دونوں قسموں جلی اور خفی کیساتھ تاکید کر رہی ہے جو ضروری بات ہے تاکہ شیعہ بطور خاص امامیہ غیر شیعہ مسلمین سے ممتاز ہو جائیں۔



[1] ۔تاریخ الشیعہ واسلافھم من الامامیہ منذ نشاۃ التشیع حتی مطلع القرن الرابع الھجری تالیف ڈاکٹر عبداللہ فیاض الفصل الاول ص ۳۲

# فصل دوم

## قرآن میں لفظ شیعہ

اللہ کی کتاب عزیز میں یہ لفظ عام طور پہ گروہ اور پیروکار کے معنی میں آیا ہے لیکن قرآنی آیات کا جائزہ لینے سے یہ ظاہر ہوا کہ یہ لفظ اللہ نے اپنے اولوالعزم نبیؑ کے لیے استعمال کیا ہے اللہ کا ارشاد ہوا

**وانّ من شیعتہ لابراھیم**[1]

**اور نوحؑ کے طریق والوں میں ابراہیمؑ بھی تھے۔**

اس آیت کی تفسیر میں جلال الدین سیوطی نے لکھا

**وان من شیعتہ ای ممن تابعہ فی اصل الدین لابراھیم و ان طال الزمان بینھما وھو الفان وستمائۃ و اربعون سنۃ و کان بینھما انبیان ھودوصالح**[2]

**اور بتحقیق اس کے شیعوں سے یعنی ان لوگوں سے جنھوں نے نوحؑ کی اصل دین میں پیروی کی، ابراہیمؑ بھی تھے اگرچہ ان دونوں کا درمیانی زمان طویل تھا اور دو ہزار چھ سو چالیس سال ہو چکے تھے اور ان کے درمیان دو نبی ھودؑ اور صالحؑ بھی تھے۔**

صاحب معالم التنزیل نے کہا

---

[1] ۔الصافات آیت ۸۳ (ترجمہ اشرف علی تھانوی)

[2] ۔ تفسیر جلالین ص۳۷۶

**وقولہ تعالیٰ(وان من شیعتہ)ای من اھل دینہ وملتہ وسنتہ(لابرھیم)**[1]

**اور اللہ کا یہ قول (اور وہ نوح کے شیعوں سے) کا مطلب ہے کے ابراہیمؑ ان کے دین، ملت اور انکی سنت پر تھے۔**

اس سے ایک اور بات کا بھی انکشاف ہوا کہ اگر کوئی کسی نبی کی سنت پر عمل پیرا ہو تو اس کو بھی قرآنی نام شیعہ ہی دینا چاہیے جیسا کہ ابراہیمؑ، نوحؑ کی سنت پر عمل پیرا تھے پر قرآن نے ان کو شیعہ ہی کہا۔ فافھم

اور ایک مقام پر قرآن میں نبی کے امتی اور پیروکار کو بھی شیعہ ہی کہا

**ودخل المدینۃ علی حین غفلۃ من اھلھا فوجد فیھا رجلین یقتتلان ھذا من شیعتہ و ھذا من عدوہ فاستغاثہ الذی من شیعتہ علی الذی من عدوہ۔۔۔۔**[2]



**اور موسیٰؑ شہر میں اس وقت داخل ہوئے جب لوگ غفلت کی نیند میں تھے تو انھوں نے دو آدمیوں کو لڑتے ہوئے دیکھا ایک ان کے شیعوں میں سے تھا اور ایک دشمنوں میں سے۔ تو جو ان کے شیعوں میں سے تھا اس نے دشمن کے ظلم کی فریاد کی۔۔۔**

اس آیت مجیدہ میں حضرت موسیٰؑ کے پیروکار کو شیعہ کہا گیا تو مذکورہ آیات سے یہ بات مرحلہ ثبوت کو پہنچی کہ قرآن میں اللہ نے خود ایک نبی اور ایک نبی کے پیروکار کو لفظ شیعہ سے متعارف کرایا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کے

---

[1] ۔ تفسیر البغوی المسمی معالم التنزیل جلد ۴ ص ۲۶

[2] ۔ القصص آیت ۱۵ (ترجمہ ذیشان حیدر جوادی)

سابقہ امتوں میں نبی کی پیروی کرنے والوں اور ان کی سنت پے عمل پیرا ہونے والوں کی لیے شیعہ کا لفظ ہی استعمال ہوتا رہا ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کے نبی اکرم صلی االلہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرنے والی امت کو کس نام سے پکارا جائے ؟

کیا سابقہ امتوں کی طرح ان کو بھی شیعہ ہی کہا جائے ؟

یا کوئی خاص حکم آیا جس میں کوئی مخصوص نام دینے کا حکم دیا گیا ہے ؟

حقیقت میں دیکھا جائے تو کوئی تخصیصی حکم نہیں آیا بلکہ کچھ روایات (جو اگلی فصل میں بیان کی جائیں گی ) سے اس امت کے لیے بھی لفظ شیعہ کا استعمال ہی ہوا ہے۔

اور ایک واقعہ جسے سیوطی نے لکھا ہے ہمارے مدعی کی تائید کرتا ہے۔جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں

**ابو سعید نے شرف مصطفیٰ میں جعد بن قیس مرادی سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا ہم چار اشخاص زمانہ جاہلیت میں حج کے لیے نکلے۔یمن کے جنگلوں میں سے ایک جنگل میں گئے۔جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا تو میرے ساتھی سوگئے۔ایک ہاتف نے اچانک اطراف جنگل سے آواز دی اور کہا**



**الا ایّھا الراکب المعرس بلغوا، اذا ما وقفتم بالحطیم وزمزما**

**محمدا المبعوث مناتحیة، تشِیعه من حیث ساروا ویمما**

**قولواله انالدینك شیعة بذالك اوصانا المسیع ابن مریما**

**اے سوار شب باش جب تم حرم اور زمزم کے پاس ٹھہرو تو جناب محمد ﷺ کو ہماری طرف سے ہدیہ سلام پہنچا دینا۔وہ تحفہ جو ہر حال میں ان کے**

**تابع اور سیر و آرام کے ہر قصد میں شامل رہے گا۔اور ان کی خدمت میں عرض کرنا کہ ہم آپؐ کے شیعہ ہیں ہم کو عیسیٰؑ ابن مریم کی یہی وصیت ہے۔[1]**

اس سے معلوم ہوا کے سابقہ انبیاءؑ نے اپنی امت کو آنخضرتؐ کا شیعہ بننے کی وصیت کی۔

# فصل سوم

## احادیث میں لفظ شیعہ

سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی طرف سے قیامت تک ہونے والے حالات سے آگاہ تھے اور جانتے تھے اسلام کے نام پر میری امت کتنے فرقوں میں بٹ جائے گی اس کے باوجود اگر کسی کے جنتی ہونے اور عنداللہ کامیاب ہونے والوں کا تعارف صرف لفظ شیعہ سے کرایا اور وہ بھی بطور مطلق نہیں بلکہ صرف علیؑ کے شیعہ یہاں سوال اٹھتا ہے۔



جب آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انسانیت کے ہادی تھے تو کیا وہ امت کو ایک ایسے نام سے متعارف کرا رہے تھے جو ایک گمراہ فرقہ کی علامت بننا تھا ؟

اور تعارف بھی اس طرح کے وہ ہی جنتی ہیں؟

نہیں ایسا ہر گز نہیں بلکہ علیؑ کی پیروی کرنے والے گروہ جو قیامت تک شیعہ کے نام سے پکارے جایئں گے ان کا تعارف مقصود تھا جو آپؐ نے جابجا کرایا اور شیعہ کو جنت کی سند دی۔اس عنوان کی احادیث کو علماء اہل سنت نے اپنی کتابوں کی زینت بنایا جو درج ذیل ہیں۔

**عن جابر بن عبد اللہ قال کنّا عند النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاقبل علی علیہ السلام فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والذی نفسی بیدہ ان ھذا و شیعتہ لھم الفائزون یوم القیامۃ[2]**

---

[1] ۔الخصائص الکبری لسیوطی جلد۱ص۱۰۹

[2] ۔الدرالمنثور فی تفسیر الماثور لسیوطی جلد۶ص ۶۴۳

حضرت جابر بن عبداللہ سے منقول ہے کہ ہم حضور اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے اتنے میں علیؑ آئے۔ تو آپؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے یہ اور اس کے شیعہ ہی قیامت کے روز یقیناکامیاب ہیں۔

عن ابن عباس قال لمّا نزلت(ان الذین آمنوا و عملوا الصالحت اولئك هم خیرالبریة)قال رسول اللهﷺ لعلیؑ : هو انت و شیعتك یوم القامة راضین مرضیین[1]

ابن عباس سے منقول ہے کہ جب ہی آیت نازل ہوئی (ان الذین آمنوا۔۔) تو رسول اللہ ﷺ نے علیؑ کو فرمایا: ان سے مراد تو اور تیرے شیعہ ہیں جو قیامت کے دن اللہ سے راضی ہوں گے اور اللہ ان سے راضی ہوگا۔



عن علیؑ قال لی رسول اللهﷺ : الم تسمع قول الله(ان الذین آمنوا۔۔)انت وشیعتك و موعدی و موعدكم الحوض اذا جئت الامم للحساب تدعون غرا محجلین[2]

علیؑ سے منقول ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو فرمایا: کیا تم نے اللہ کا قول نہیں سنا (ان الذین آمنوا۔۔۔ ھم خیر البریہ) یہ تم اور تمہارے شیعہ ہیں۔ تمہارے اور میرے وعدہ کی جگہ حوض ہے۔ جب امتوں کو حساب کے لیے لایا جائے گا تو تمہیں غر محجلین (تابندہ جبیں) کہہ کر پکارا جائے گا۔

---

[1] الدر المنثور فی تفسیر الماثور لسیوطی جلد ۶ ص ۶۴۳
[2] الدر المنثور فی تفسیر الماثور لسیوطی جلد ۶ ص ۶۴۳

**قال رسول اللهﷺ لعلیؑ: انت و شیعتك فی الجنة[1]**

**رسول اکرم ﷺ نے علیؑ سے فرمایا: تم اور تمہارے شیعہ جنت میں ہوں گے۔**

اسی مضمون کی روایات کو اہل سنت نے دیگر کتابوں[2] میں لکھا ہے۔ فراجع

اور شیعہ کی فضیلت و عظمت کی احادیث کو دیکھ کر کچھ سنی علماء کے منہ میں بھی پانی بھر آیا اور کہنا پڑا کہ وہ شیعہ ہم ہیں چنانچہ عبدالعزیز دہلوی نے کہا

**اهل سنت می گویند مائیم شیعه اولی واحادیث که در فضل شیعه وارداند ان مائیم نه روافض[3]**

**اہل سنت کہتے ہیں کہ شیعہ اولی ہم ہیں اور وہ حدیثیں جو شیعہ کی فضیلت میں وارد ہوئیں ان سے مراد ہم ہیں نہ کے روافض۔**



ابن حجر مکی نے لکھا

**شیعته هم اهل السنة[4]**

**علیؑ کے شیعہ اہل سنت ہی ہیں۔**

مولانا عبدالرشید نعمانی نے بھی کہا

---

[1] ۔تاریخ بغداد لخطیب بغدادی جلد ۱۲ص ۲۸۹

[2] ۔المعجم الکبیر لطبرانی جلد ا باب الف حدیث ۹۵۰، ۹۴۸ص ۲۷۵، مجمع الزوائد لنور الدین الھیثمی جلد ۹ص ۱۳۱ کتاب المناقب مناقب علیؑ ابن ابی طالبؑ جلد ۹ ص ۱۷۱ فی فضل اہل البیتؑ، تاریخ بغداد لخطیب بغدادی جلد ۱۲ص ۳۵۸ ترجمہ نمبر ۶۷۹۰، حلیۃالاولیاء ابو نعیم اصفحانی جلد ۴ص ۳۲۹ ترجمہ عامر بن شراحیل ۲۷۶، کنزالعمال لعلی متقی ہندی جلد ۱۳ص ۱۳۵ حدیث ۳۶۴۸۳

[3] ۔ تحفہ اثناعشریہ ص ۱۷

[4] ۔الصواعق المحرقہ ص ۱۵۴

**رہا شیعان علی کا مسئلہ تو واضح رہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مخلصین شیعہ یہی حضرات اہل سنت والجماعت ہیں**[1]

اہل سنت کا عجیب فلسفہ ہیں ایک طرف شیعہ کو عبداللہ بن سبا کی پیداوار کہتے ہیں اور دوسری جانب خود کو شیعہ کی فضیلت میں آنے والی احادیث کا مصداق کہتے ہوئے خود شیعہ ہونے کے دعوی دار نظر آتے ہیں۔ان لوگوں کا خود کو ان احادیث کا مصداق کہنا ہی ان روایات کی صداقت کی دلیل ہے۔

اگرچہ ان کے راویوں پر جرح کی گئی ہے جیسا کہ معجم الکبیر والی روایت میں حرب بن الحسن الطحان اور یحییٰ بن یعلی ضعیف ہیں اس کے دو جواب ہیں ایک تو یہ کہ فضائل و مناقب میں ضعیف حدیث معتبر ہوتی ہے جس طرح ابوطالب مکی نے لکھا

**صحابہ کرام کے فضائل و مناقب کی حدیثیں کیسی ہی ہوں ہر حال میں مقبول وماخوذ ہیں، مقطوع ہوں خواہ مرسل، نہ ان کی مخالفت کی جائے نہ انہیں رد کیا جائے**[2]



اور محدث شیخ ظفرالدین بہاری المتوفی ۱۳۸۳ ہجری نے بھی لکھا ہے کہ

**حدیثِ ضعیف فضائل ومناقب میں معتبر ہوتی ہے**[3]

اور دوسرا یہ کہ جب شواہد معنوی پائے جائیں تو بھی حدیث صحیح ہو گئی جس طرح ابن حجر مکی نے اسی مضمون کی حدیث لکھنے کے بعد لکھا ہے

**وسندہ ضعیف ولکن یشھد لہ ما صحح**[1]

---

[1] ۔اکابر صحابہ اور شہداء کربلا پر افتراء ص ۱۴۴

[2] ۔ قوت القلوب فی معاملۃ المحبوب فصل الحادی والعشرون جلد ا ص ۱۷۶

[3] ۔مقدمہ صحیح البہاری فی قبول الحدیث الضعیف وردہ ،الفائدۃ الثانیہ عشر ص ۵۵

اسکی سند ضعیف ہے لیکن اس کا شاہد ہے جو اس کی تصحیح کر دیتا ہے

## فصل چہارم

### تشیع کا آغاز

تشیع کی ابتدا حیات پیغمبر ﷺ میں ہی ہوئی۔ آپؐ کے زمانہ میں ہی تشیع کی نسبت اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف مشہور تھی۔ علامہ کاشف الغطاء نے لکھا

ان اول من وضع بذرۃ التشیع فی حقل الاسلام ھونفس صاحب الشریعۃ فبذرتہ وضعت مع بذرۃالاسلام جنبا الی جنبا و سواءبسواء۔۔۔۔۔۔۔[۲]

یعنی سرکار رسالتمآب ﷺ نے اسلام کے ساتھ ہی ساتھ اپنے ہی ہاتھوں سے شیعت کا پودا لگایا، آبیاری کیااور خود ہی نگہداشت کی۔



محمد حسین زین العاملی نے لکھا

انّ اول اسم ظھرفی الاسلام علی عھد رسول اللہ ھو الشیعۃ وکان ھذا لقب اربعۃ من الصحابۃ وھم ابوذر وسلمان والمقداد وعمار[۳]

اسلام میں سب سے پہلے عہد پیغمبرؐ میں جو نام ظاہر ہوا وہ شیعہ تھا۔ اور یہ چار صحابہ کا لقب تھا جو ابوذر، سلمان، مقداد اور عمار رضی اللہ عنھم تھے۔

---

[۱] ۔صواعق محرقہ ص۱۶۱

[۲] ۔اصل الشیعہ واصولھاص۱۱۸

[۳] ۔الشیعہ فی التاریخ ص۲۶،۲۵

اہل سنت پروفیسر چوھدری غلام رسول نے لکھا ہے

**شیعت کی ابتدا چند صحابہ کے اس نظریہ سے ہوئی جو علیؑ کو ان کی بعض صفات کی وجہ سے خلافت کا زیادہ اہل تصور کرتے تھے۔[۱]**

اور یہ اصحاب رضی اللہ عنھم، علیؑ کو باقی صحابہ سے افضل مانتے تھے اور خلافت کا اہل آپؑ کو ہی سمجھتے تھے اور اس بات کو بہت سے علماء اہل سنت نے بیان کیا جیسا کہ ابوزہرہ مصری نے لکھا

**جملہ صحابہ پر صرف شیعہ ہی تفضیل علیؑ کے معتقد اور قائل نہیں بلکہ بعض سابقین صحابہ کا بھی یہی مسلک تھا مثلا عمار ابن یاسر، مقداد بن الاسود، ابوذر غفاری، سلمان فارسی، جابر بن عبداللہ انصاری، ابی ابن کعب، حذیفہ یمانی، بریدہ، حضرت ایوب انصاری، سہل ابن حنیف، عثمان بن حنیف، ابوالہیثم، حذیفہ بن ثابت، ابوطفیل عامر بن واصلہ، عباس بن عبدالمطلب اور انکی اولاد تمام بنی ہاشم رضی اللہ عنھم[۲]**



اس سے ایک بات تو پایا ثبوت کو پہنچی کے حضرت علیؑ کی افضیلت اور خلافت بلا فصل کا عقیدہ تشیع کی اختراع نہیں بلکہ اس کے بانی خود صحابہ کرام رضی اللہ عنھم ہیں۔

اور عبدالعزیز دہلوی نے اس حقیقت کا اظہار ان الفاظ میں کیا

---

[۱] ۔مذاہب عالم کا تقابلی جائزہ ص ۲۲۷

[۲] ۔امام ابو حنیفہ ص۱۸۹

اول کسے کہ بہ شیعہ ملقب شدجماعۃ از مہاجرین وانصاروتابعین ایشاں اندکہ مشیعت ومتابعت حضرت مرتضی نمودند۔۔۔[1]

یعنی اول اول جو جماعت شیعہ کے لقب سے ملقب ہوئی وہ جماعت مہاجرین وانصاراور ان تابعین کی تھی جو علی مرتضیٰؑ کے مطیع تھے۔۔ جن کو مخلصین شیعہ کہا جاتا ہے۔

شاہ عبدالعزیز نے یہ بھی تسلیم کیا کہ تشیع کا آغاز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیااور اس کے ساتھ ایک اور بات سے بھی پردہ اٹھایا دیا کہ اہل سنت کا آغاز نیز وجہ تسمیہ کب اور کیوں شروع ہوئی لکھتے ہیں

باید دانست کہ شیعہ اولی کہ فرقہ سنیہ وتفصیلیہ انددر زمان سابق بشیعہ ملقب بودندوچوں غلاۃ وروافض وزیدیہ واسماعیلیہ بایں لقب خود راہ ملقب کردن خوفا عن الالتباس فرقہ سنیہ وتفصیلیہ خود را باھل سنت وجماعت ملقب کردند[2]

خلاصہ عبارت یہ ہے کہ سب کا نام پہلے شیعہ ہی تھا مگر جب روفض وزیدیہ وغیرہ نے اپنا نام شیعہ مشہور کیا تو تمیز اور شناخت کے لیے سنیوں نے اپنا نام اہل سنت وجماعت رکھ لیا۔

یہ عبارت بالکل واضح الفاظ میں کہہ رہی ہے کہ اہل سنت و جماعت کی اصطلاح اسلام میں جدید ہے جو زمانہ اسلام کے کافی عرصہ بعد اختراع کی گئی جبکہ شیعہ کا نام شروع سے ہی چلا آرہا ہے۔ لہٰذا بعض جہلاء اور فتنہ پرور لوگ

---

[1] ۔ تحفہ اثنا عشریہ ص۱۸

[2] ۔ تحفہ اثنا عشریہ ص۱۱

شیعہ کی نسبت عبداللہ بن سبا کی فرضی شخصیت کی طرف دیتے ہیں ( جس کو علامہ سید مرتضی عسکری صاحب نے بڑے مدلل طریقے سے ثابت کیا کہ یہ ایک فرضی وجود ہے حق کے متلاشی انکی کتاب عبداللہ بن سبا کی طرف رجوع کریں ) اور شیعت کو یہودی و ایرانی پیداوار کہتے ہیں وہ بالکل بے بنیاد ہے اور وہ شیعہ سے بغض و عناد کی آڑ میں مخلصین صحابہ رضی اللہ عنہم کی توہین کر رہے ہیں اور ایسے لوگوں کی رد میں پروفیسر غلام رسول لکھتے ہیں

**حقیقت یہ ہے کہ شیعہ مسلک نہ تو ایرانی پیداوار ہے اور نہ یہودیت سے ماخوذ بلکہ شیعت کا تخم وہ صحابہ کی جماعت ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلافت کی زیادہ حقدار سمجھتی تھی ان میں سے مشہور حضرت عباس رضی اللہ عنہ، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ،جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ،ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ ،حذیفہ رضی اللہ عنہ اور دیگر بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم تھے[1]**



مندرجہ بالا دلائل سے تشیع کے آغاز کی حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی اور ثابت ہوا کہ تشیع کی نسبت کسی یہودی و ایرانی کی جانب دینا حقائق سے دوری اور جہالت کی علامت ہے اور در اصل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین ہے جنہوں نے اس کی بنیادیں رکھیں۔

سازشوں کے طوفان میں بھی تشیع کا چراغ آج تک روشن و تابندہ ہے اور اس کی ایک ہی وجہ ہے کہ

**فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے**

**وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے**

---

[1] ۔مذاہب عالم کا تقابلی جائزہ ص ۸۲۳

# باب دوم

## فصل اول: لفظ اہل، السنة، الجماعت کا مفہوم

## فصل دوم: آغاز اہل سنت والجماعت

## نتیجہ بحث

# باب دوم

## فصل اول: لفظ اہل، السنۃ، الجماعت کا مفہوم

سید سلیمان ندوی اہل سنت والجماعت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں

اہل السنۃ والجماعۃ تین لفظوں سے مرکب ہے اہل کے معنی اشخاص، مقلدین، اتباع، اور پیرو کے ہیں۔ سنت عربی میں راستہ کو کہتے ہیں اور مجازا اصول مقررہ، روش، زندگی، اور طرز عمل کے معنی میں یہ لفظ آتا ہے۔۔۔اس طرح احدیث میں جو سنت کا لفظ آتا ہے اس کے معنی حضور انور علیہ الصلاۃ والسلام کے اصول مقررہ اور طرز عمل کے ہیں اسی لیے اصطلاح دینی میں حضرت رسول اکرم ﷺ کی طرز زندگی اور طرز عمل کو سنت کہتے ہیں۔ جماعۃ کے لغوی معنی تو گروہ کے ہیں لیکن یہاں جماعت سے مراد جماعت صحابہ ہے [1]



اہل سنت کا معنی سید احمد دہلوی لکھتے ہیں

اہل سنت رسول مقبول ﷺ کی راہ پر چلنے والے، قرآن اور حدیث اوراجماع امت کے پیرو، پیغمبر کے چار یار اور خلفاء وصحابہ کرام کو ماننے والے، سنی، چار یاری، اسلام کا سب سے اول اور بڑا فریق [2]

غالب بن علی عواجی نے لکھا

ومعنی السنۃ فی اللغۃ الطریقۃ او الطریقۃ الواضحۃ او السلوک الطیب

---

1 ۔اہل السنۃ والجماعۃ ص ۹ تا ۱۰

2 ۔فرہنگ آصفیہ جلد ا ص ۳۳۰

سنت کا لغوی معنی راستہ، واضح راستہ، پاکیزہ راستہ کے ہیں۔

پھر اصطلاحی معنی کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں

**تطلق تسمية السنة على كل ماجاءعن المصطفى ﷺ من قوله وفعله وتقريره ويطلق على المتمسكين بها اهل السنة وهى تسمية مدح لهم كمايطلق على المخالفين لها اهل البدعة تسميه ذم لهم**

**اس نام کا اطلاق ہر اس شی پر ہوتا ہے جو آنحضرت ﷺ کے جانب سے آئے چاہے ان کا قول ہو فعل ہو یا تقریر اور ان سے تمسک کرنے والوں پر اہل سنت کا اطلاق ہوتا ہے۔اور یہ نام ان کے لیے اسی طرح قابل ستائش ہے جیسے ان کے مخالفین کے لیے اہل بدعت قابل مذمت ہے۔**



اور جماعت کا معنی ہوں بیان کیا

**تطلق الجماعة على الطائفة اوالفرق اوالامة الذين يرتبطون بمنهج واحد وهدف واحد ولم يتفرقوا في الاعتقاد والسلوك**

**جماعت کا اطلاق ہر اس طائفہ، گروہ یا امت پر کیا جاتا ہے جو آپس میں ایک روش اور ایک ہدف و مقصد کیساتھ آپس مین مربوط ہوں اور ان کے اعتقاد و سلوک میں کوئی تفریق نہ ہو۔**

پھر اس کے بعد اہل سنت والجماعۃ کی مکمل تعریف بیان کرتے ہوئے کہا

## تطلق تسمية اهل السنةوالجماعةعلی السلف الصالح من الصحابةواتباعهم الی یوم الدین[1]

## اہل سنت والجماعت کے اسم کااطلاق سلفِ صالح صحابہ اور تا روز قیامت ان کی اتباع کرنے والوں پر ہوتا ہے۔

تنبیہ :اول تو اہل سنت والجماعت کا اطلاق صحابہ کرام پے کرنا کسی طرح بھی درست نہیں اول تو یہ کہ جماعت کا جو معنی بیان ہوا ہے وہ ان پر کیسے منطبق ہو گا جبکہ صحابہ کرام خود آپس میں شدید اختلاف کا شکار ہوئے۔خلافت کے معاملے کو ہی دیکھ لیں کہ دو گروہ بن گئے تھے تو جب صحابہ میں ہی اختلاف تھا تو ان کی پیروی کرنے والے اتفاق کیسے کر سکتے ہیں جیسا کہ مشاہدے میں ہے کہ جو علیؑ کو سب صحابہ سے افضل مانتے ہیں وہ بھی صحابہ کی پیروی کرتے ہوئے یہ نظریہ رکھتے ہیں اور جو دوسروں کو علیؑ پر ترجیح دیتے ہیں وہ بھی زعم باطل کرتے ہوئے صحابہ کی ہی پیروی کے دعوے دار ہیں۔



دوسرا یہ کہ سابقہ ابحاث ملاحظہ کرنے کے بعد ایک بات تو ثابت ہے کے حضور اکرمؐ کے قول و فعل اور تقریر پر عمل کرنے والے پر شیعہ کا اطلاق قرآنی نص کے مطابق صحیح ہے جس طرح سابقہ امم میں انبیاء کی پیروی کرنے والوں اور سنت پے عمل کرنے والوں پر شیعہ کا لفظ بولا جاتا تھا لیکن اہل سنت والجماعت کی اصطلاح زمانہ پیغمبرؐ سے کافی بعد میں ایجاد ہوئی (جو بعد والی فصل میں ثابت کیا جائے گا)اور یہ اسلام میں ایک جدید اصلاح ہے تو اس کو صحابہ کرام پر منطبق کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں جبکہ تاریخی صفحات کی ورق گردانی سے یہ انکشاف ہوتا ہے کے زمانہ پیغمبرؐ میں بعض صحابہ کرام شیعہ کے نام سے متعارف تھے لیکن وفات پیغمبرؐ کے بعد طویل عرصہ تک کسی صحابی پے اہل سنت والجماعت کے نام سے معروف ہونا ثابت نہیں۔

---

[1] ۔فرق معاصرہ جلد۱ص۵۷تا۵۹

# فصل دوم

## :آغاز اہل سنت والجماعت

اس نام کی اصطلاح ایک مخصوص گروہ پر زمانہ اسلام سے بعد میں ایجاد ہوئی اور زمانہ پیغمبرؐ میں اور اس کے بعد تک کسی خاص طبقے کا اس نام سے متعارف ہونا تاریخ سے ثابت نہیں۔البتہ تاریخ کی ورق گردانی سے پتہ چلتا ہے کہ لفظ جماعت کا استعمال خاص گروہ پر معاویہ کے زمانے میں ہوا جیسا کے ابن کثیر نے لکھا

**فمال الحسن ابن علی الی الصلح وخطب الناس وخلع نفسه من الامر و سلمه الی معاویه ذلك سنة اربعین۔۔۔۔۔فسمی ذلك العام عام الجماعة**[1]

**پس امام حسنؑ ابن علیؑ صلح کی طرف مائل ہوئے اور لوگوں کو خطاب کیا خود کو امارت سے معزول کیا اور معاویہ کے سپرد کیا یہ ۴۰ ہجری تھی اس سال کو جماعت کے سال کا نام دیا گیا۔**



صاحب الاستیعاب نے بھی معاویہ بن ابو سفیان کے حالات میں لکھا

**اجتمع الناس علیه حین بایع له الحسن ابن علی و جماعة ممن تبعه ذلك فی ربیع او جمادی سنة احدی اربعین فیسمی عام الجماعة**[2]

---

[1] ۔البدایہ والنہایہ جلد ۴ ص ۶۲۷

[2] ۔الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب لابن عبدالبر جلد ۳ ص ۴۷۲ باب المیم

**لوگوں معاویہ پر مجتمع ہوئے جب حسنؑ ابن علیؑ اور ان کی جماعت نے معاویہ کی بیعت کی یہ ۴۱ ہجری ربیع یا جمادی کا مہینہ تھا اس کو عام الجماعت کا نام دیا گیا۔**

ابن حجر مکی[1] اور دیگر اہل سنت علماء نے اسی سال کو چاہے وہ ۴۰ ہو یا ۴۱ عام الجماعت لکھا ہے۔ جہاں تک بات ہے اہل سنت والجماعت کی اصطلاح کا تو یہ ابو الحسن الاشعری کے زمانے میں ایجاد ہوئی جیسا کہ امام غزالی کے رسالہ کا ترجمہ کرتے ہوئے اس کے حاشیہ پر محمد حیدر خان نے لکھا

**ایک روز ابی الحسن اشعری کو اپنے استاد کے ساتھ صلاح اور اصلح کے مسئلہ میں مناظرہ کا اتفاق ہوا اور دونوں میں خصومت ہوئی چنانچہ اشعری نے اس دن سے سلف کے طائفہ کی طرف رجوع کیا اور ان کے مقالات کو اشعری نے کلامی طرز سے تائید دی اور یہی اہل سنت کا مذہب قرار پایا[2]**



ملا علی قاری حنفی نے اہل سنت والجماعت کی ایجاد کے بارے لکھا

**وترک الاشعری مذھبه واشتغل ھو ومن تبعه بابطال رای المعتزلة واثبات ما ورد به السنة ومضی علیه الجماعة فسموا اھل السنة والجماعة[3]**

**اشعری نے اس (اپنے استاد ابو علی جبائی) کا مذہب ترک کیا اور وہ خود اور انکے پیروکار معتزلہ کے عقائد کی تردید اور وہ اس کے مقابل جو عقائد سنت سے ثابت ہیں ان کے اثبات پر کمر بستہ ہو گئے اور اپنی جماعت کو سنت والجماعت کا نام دیا۔**

---

[1] ۔ تطہیر الجنان واللسان ص ۱۷

[2] ۔ المقالۃ الحقۃ والکلمۃ الصادقہ فی ترجمۃ التفرقۃ بین الاسلام والزندقہ ص ۵

[3] ۔ شرح فقہ الاکبر ص ۸۸

ابوالحسن اشعری کے بارے میں پروفیسر غلام رسول نے لکھا ہے

**امام ابوالحسن ۲۶۰ ہجری میں بصرہ میں پیدا ہوئے اور ۳۳۰ ہجری کے قریب وفات پائی**[1]

اس سے معلوم ہوا کہ اہل سنت والجماعت کی اصطلاح تیسری صدی میں ایجاد ہوئی اب یہ کیوں ہوئی اس سے ہمارا سروکار نہیں پر اتنا تو ظاہر ہوا کہ یہ اصطلاح جدیدہ ہے جو زمانہ اسلام اور اس کے کئی عرصہ بعد تک متعارف نہ تھی تو اس کو صحابی کی طرف استناد دینا چہ معنی دارد۔

## نتیجہ بحث

تشیع دراصل اسلام کا دوسرا نام ہے اسلام کہیں یا تشیع بات ایک ہی ہے اور یہ وہ تخم ہے جس کو سرور کونین ﷺ نے لگایا اور آپؐ کی حیات طیبہ میں ہی پروان چڑھنے لگا لیکن جن لوگوں نے اس کے آغاز کی نسبت آپؐ کے بعد کے زمانے کی طرف دی وہ درحقیقت تشیع کے ارتقاء کے ایام تھے اور نادان لوگوں نے اس کے ارتقاء کو اس کا آغاز سمجھ لیا۔



آنخضرت ﷺ نے جن سے تمسک کا حکم دیا تھا آج تک شیعہ ان سے متمسک ہیں۔قرآن و اہل بیتؑ سے محبت اور تمسک کا دعوی تو سب مسلمان کرتے ہیں لیکن کتاب اللہ نے محبت کا جو معیار بتایا وہ تو یہ ہے کے جس سے محبت کرو اس کے دشمن سے بیزاری بھی اختیار کرو گویا دشمن اہل بیتؑ سے نفرت و بیزاری کے بنا محبت کا دعوی قابل قبول نہیں ہو سکتا قرآن میں اللہ نے فرمایا

**لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاداللہ و رسولہ**

**ولو کانوا آباءھم و ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم اولئك کتب فی قلوبھم الایمان**

---

[1] ۔مذاہب عالم کا تقابلی جائزہ ص ۸۴۰

**وایدھم بروح منہ ویدخلھم جنات تجری من رتحتھا الانھار خالدین فیھا رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم المفلحون**[1]

آپ کبھی ایسے افراد نہیں پائیں گے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لانے والے بھی ہوں لیکن اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے محبت رکھتے ہوں خواہ وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے خاندان والے ہی کیوں نہ ہوں یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان کو ثبت کر دیا ہے اور اس نے اپنی طرف سے ایک روح سے ان کی تائید کی ہے اور وہ انہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی ہے اور یہ اللہ سے راضی ہیں یہی لوگ اللہ کی جماعت ہیں۔آگاہ رہو اللہ کی جماعت والے ہی یقیناکامیاب ہونے والے ہیں۔



قرآن نے کیا خوب معیار بتایا کے جس زمانے میں بھی حق و باطل کی پہچان کرنی ہو تم دیکھو جو لوگ اللہ و رسول سے محبت بھی رکھیں اور ان کے دشمنوں سے اظہار بیزاری بھی کریں وہ ہی اللہ کی جماعت والے اور کامیابی پانے والے ہیں اور وہ ہی **ھم الفائزون** اور **ھم المفلحون** کے حقیقی مصداق ہیں۔

**الحمدللّٰہ الذی جعلنا من المتمسکین بولایۃ علیؑ واولادہ المعصومین علیھم السلام**

الاحقر نعیم عباس جعفری

تاریخ ۲۰۱۴ : ۳ : ۲۸

---

[1] ۔المجادلہ آیت ۲۲۔

# فہرست ماخذ و منابع


۱۔القرآن الکریم مفسر علامہ شیخ محسن علی نجفی طبع دوازدہم جون ۲۰۱۰ء قرآن فاونڈیشن پاکستان

۲۔الدر المنثور فی تفسیر الماثور جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی متوفی۹۱۱ھ دار الکتب العلمیہ بیروت

۳۔ تفسیر البغوی المسمی معالم التنزیل للامام ابی محمد حسین بن مسعود الفراء البغوی الشافعی متوفی ۵۱۶ھ دارالکتب العلمیہ بیروت-لبنان

۴۔ تفسیر الجلالین لجلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی متوفی۹۱۱ھ مطبوعہ ایم-وائی پرنٹرز راولپنڈی تاریخ طباعت ۱۴۰۷ھ،۱۹۸۷ء

۵۔ مفتاح اللغات مرتبہ ابوالفتح عزیزی ناشر سعید اینڈ سنز-تاجران وناشران کتب کراچی





۶۔مفردات القرآن امام راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ ترجمہ شیخ الحدیث محمد عبدہ، ناشر شیخ شمس الحق، مطبع عرفان افضل پریس لاہور

۷۔لسان العرب لابی الفضل جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور المصری طبع دارالصادر بیروت الطبعہ الاولی ۲۰۰۰ء

۸۔دائرۃ المعارف الاسلامیہ زیر اہتمام دانش گاہ پنجاب لاہور طبع اول ۱۹۷۵ء

۹۔ مقدمہ تاریخ ابن خلدون تالیف عبدالرحمٰن بن خلدون متوفی ۱۴۰۶ھ الطبعۃ الثالثہ ۱۹۹۶ء دار الفکر بیروت

۱۰۔الملل والنحل تالیف ابوالفتح محمد بن عبدالکریم شہرستانی مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت

۱۱۔الکشاف ابوالقاسم محمود بن عمرو بن احمد جاراللہ الزمخشری مطبوعہ مصر

۱۲۔خصائص الکبری مطبوعہ لجلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی متوفی۹۱۱ھ حیدرآباد دکن

۱۳۔ مقالات الاسلامیین مطبوعہ المکتبہ العصریہ ۱۹۹۰ء

۱۴۔ توثیق السنۃ بین الشیعۃ الامامیہ واہل السنہ تالیف احمد حارص سحیمی طبع دار الاسلام قاہرہ طبع ثانی ۲۰۰۸ء

۱۵۔ اکابر صحابہ اور شہداء کربلا پر افتراء تالیف عبدالرشید نعمانی مطبع قریشی آرٹس پرنٹنگ پریس ناظم آباد کراچی طبع چہارم ۲۰۰۳ء

۱۶۔ مقدمہ صحیح البہاری فی قبول الحدیث الضعیف وردہ، لشیخ ظفر الدین بہاری متوفی ۱۳۸۳ھ مطبوعہ دار اہل السنہ لطباعۃ والنشر والتوزیع

۱۷۔ قوت القلوب فی معاملۃ المحبوب لابی طالب مکی مطبوعہ دار الصادر مصر

۱۸۔ تاریخ بغداد لحافظ ابی بکر احمد بن علی الخطیب البغدادی متوفی ۴۶۳ھ دار الکتاب العربی بیروت۔ لبنان

۱۹۔ المعجم الکبیر لحافظ ابی القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی متوفی ۳۶۰ھ الطبعۃ الاولی ۱۴۳۱ھ مطبوعہ موسسۃ الریّان بیروت۔ لبنان

۲۰۔ کنز العمال لعلی بن حسام الدین المتقی الہندی ناشر موسسۃ الرسالۃ۔ بیروت ۱۹۸۹ء

۲۱۔ حلیۃ الاولیاء حافظ ابو نعیم احمد بن عبداللہ الاصفہانی متوفی ۴۳۰ھ مطبوعہ دار الفکر بیروت

۲۲۔ مجمع الزوائد و منبع الفوائد حافظ نور الدین علی بن ابی بکر بن سلیمان الہیثمی المصری متوفی ۸۰۷ھ طبع اولی ۱۴۲۲ھ ۲۰۰۱ء مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

۲۳۔ اہل السنۃ والجماعۃ سید سلیمان ندوی ناشر مجلس نشریات اسلام کراچی ۱۹۹۷ء شکیل پرنٹنگ پریس کراچی

۲۴۔ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، لابی عمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر القرطبیؒ متوفی ۴۶۳ھ طبع ثانی ۲۰۰۲ء مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ لبنان

۲۵۔ البدایہ والنہایہ ابوالفداء حافظ ابن کثیر الدمشقی متوفی ۷۷۴ء طبع ثانی ۱۹۹۷ء دار الفکر بیروت

۲۶۔فرق معاصرہ تالیف غالب بن علی عواجی طبع ثالثہ ۱۹۹۶ء جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

(http://www.saaid.net)

۲۷۔مذاہب عالم کا تقابلی جائزہ پروفیسر غلام رسول ایم-اے-ایل ایل بی سن اشاعت ۲۰۰۶ء مطبوعہ علم و عرفان پبلیشرز لاہور

۲۸۔ تاریخ الشیعہ واسلافھم من الامامیہ منذ نشاۃ التشیع حتی مطلع القرن الرابع الھجری تالیف ڈاکٹر عبداللہ فیاض طبع ثالث ۱۹۸۶ء مطبوعموسسۃ العلمی للمطبوعات بیروت-لبنان

۲۹۔الصواعق المحرقہ احمد بن حجر الہیتمی المکی متوفی ۹۷۴ھ طبع ثانی ۱۹۶۵ء مکتبۃ القاہرہ مصر

۳۰۔امام ابو حنیفہ تالیف ابوزہرہ مصری مطبوعہ لاہور

۳۱۔مشکوۃ المصابیح تالیف محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزی طبع اول ۱۹۸۵ء مطبوعہ نیشنل بک فاونڈیشن اسلام آباد



۳۲۔تحفہ اثنا عشریہ عبدالعزیز محدث دہلوی مطبوعہ نولکشور

۳۳۔اصل الشیعہ واصولھا تالیف محمد حسین آل کاشف الغطاء طبع اول ۱۹۹۰ء مطبوعہ دار الاضواء

۳۴۔شرح فقہ اکبر ملا علی قاری حنفی ناشران محمد سعید اینڈ سنز کراچی ۱۳۴۸ھ

۳۵۔ الشیعہ فی التاریخ محمد حسین زین العاملی

۳۶۔مقالات الاسلامیین ابو الحسن علی بن اسماعیل الاشعری

http://www.alwarraq.com

۳۷۔ تطہیر الجنان واللسان احمد بن حجر الہیتمی المکی متوفی ۹۷۴ھ طبع ثانی ۱۹۶۵ء مکتبۃ القاہرہ مصر